

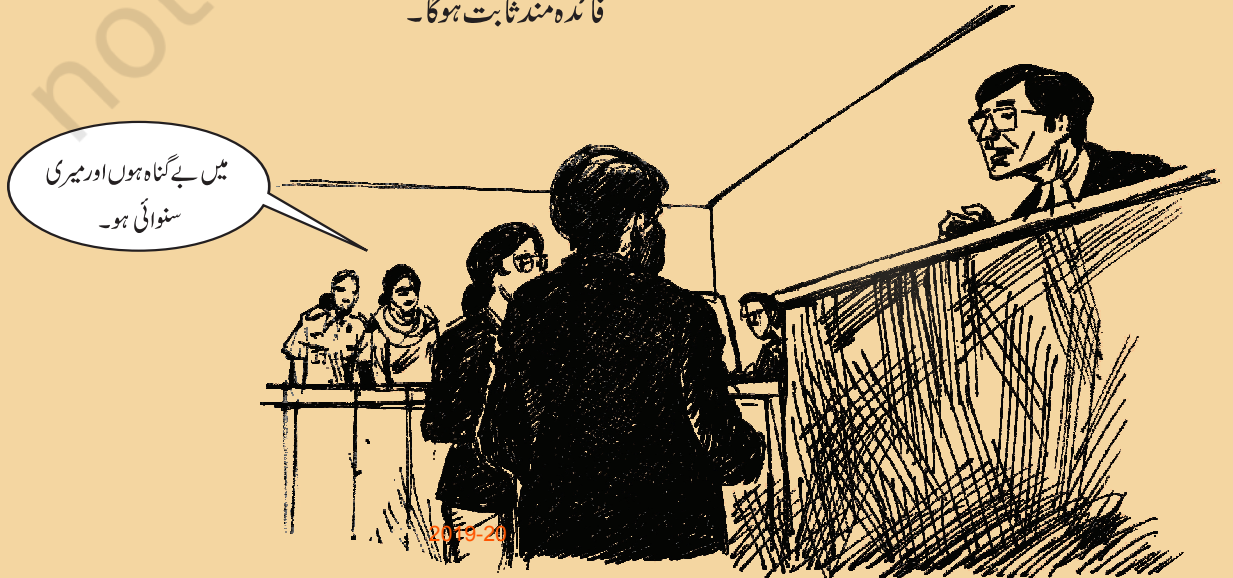


باب 6

فوجداری عدلیہ کی تفہیم

جب ہم کسی شخص کو قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو فوراً پولیس کو اطلاع دینے کے بارے میں سوچتے ہیں۔ آپ نے حقیقی زندگی میں یا فلموں میں پولیس افسروں کو رپورٹ لکھتے ہوئے اور لوگوں کو گرفتار کرتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ چونکہ لوگوں کو گرفتار کرنے کا کام پولیس کرتی ہے اس لیے ہمیں اکثر غلط فہمی ہوتی ہے کہ شاید یہ فیصلہ کرنا بھی پولیس کا کام ہے کہ کوئی شخص مجرم ہے یا نہیں۔ لیکن یہ حقیقت سے بعید ہے۔ گرفتاری کے بعد یہ فیصلہ کرنا عدالت کا کام ہے کہ ملزم (Accused) مجرم ہے یا نہیں۔ دستور کے مطابق اس شخص کو جس کے اوپر جرم کا الزام ہے، منصفانہ مقدمہ کا موقع حاصل ہونا چاہیے۔

کیا آپ منصفانہ مقدمہ کا مطلب جانتے ہیں؟ کیا آپ نے ابتدائی تفتیش کی رپورٹ (First Information Report) کے بارے میں سنا ہے؟ یا کیا آپ جانتے ہیں کہ سرکاری وکیل کسے کہتے ہیں؟ اس باب میں ہم چوری کا ایک فرضی مقدمہ بیان کریں گے تاکہ فوجداری مقدمے کا طریقہ کار اور مختلف لوگوں کا کردار سامنے آ سکے۔ بہت سے معاملے اسی طریقہ کار سے گزرتے ہیں جن کا بیان ہم اس فرضی مقدمہ میں کر رہے ہیں۔ اس لیے اس طریقہ کار کو سمجھنا اور فوجداری انصاف حاصل کرنے میں مختلف لوگوں کے کردار کو سمجھنا بہت اہم ہے۔ اگر ایسا کوئی موقع آئے تو اس طریقہ کار کا علم آپ کے لیے فائدہ مند ثابت ہوگا۔



مسز شندے ممبئی میں اپنی رہائش گاہ میں کپڑے تبدیل کر رہی ہیں۔ وہ پچھلے ایک گھنٹے سے اپنی سونے کی زنجیر تلاش کر رہی ہیں۔



شانتی ہیبرم پچھلے تین سالوں سے اس گھر میں کام کرتی آرہی ہے

شانتی، کیا تم نے چیزیں چرائی شروع کر دی ہیں؟ اور وہ بھی میری سونے کی زنجیر۔ اپنا صندوق لاؤ۔ میں اس کی تلاشی لوں گی۔ ہم نے پولیس طلب کر لی ہے۔ اگر زنجیر تمہارے پاس ہے تو اسے ابھی واپس کر دو۔

میڈم، میں نے نہیں چرائی ہے۔



شندے صاحب پولیس اسٹیشن میں آتے ہیں۔

میں ابتدائی تفتیش کی رپورٹ (FIR) لکھوانے آیا ہوں۔ میرے گھر میں چوری ہو گئی ہے۔ میری ملازمہ شانتی نے میری بیوی کی سونے کی زنجیر چرائی ہے۔

جی کیہیے!



جلدی کرو! ہمیں شادی میں شرکت کے لیے دیر ہو رہی ہے۔



مجھے میری سونے کی زنجیر نہیں مل رہی ہے۔ اس دراز میں بھی نہیں ہے! مجھے شبہ ہے کہ شانتی نے اسے چرایا ہوگا۔ وہ میرے کمرے کو صاف کرنے میں بہت وقت لگاتی ہے۔

شندے صاحب شانتی کے صندوق کی تلاشی لیتے ہیں۔ انہیں اس میں ایک لفافہ میں دس ہزار روپے ملتے ہیں وہ شانتی پر برس پڑتے ہیں۔ انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ شانتی نے زنجیر بیچ کر یہ رقم حاصل کی ہے۔



صاحب، میں اور میرا بھائی پچھلے ایک سال سے یہ پیسہ جمع کر رہے ہیں۔ ہم گاؤں لوٹ کر ایک تیل خریدنا چاہتے ہیں۔ میڈم، میں بے گناہ ہوں۔

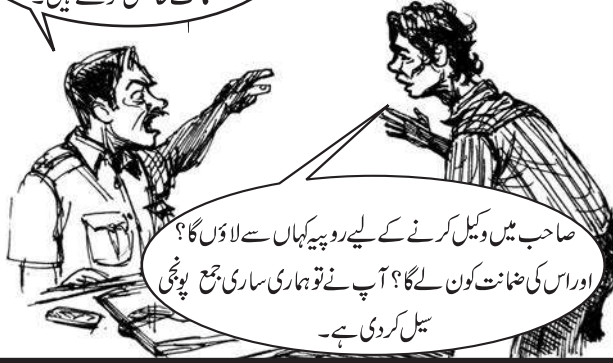
سب انسپکٹر آؤ، شندے صاحب کی ایف آئی آر (FIR) درج کر لیتے ہیں۔



19.7.06

شانتی کا بھائی سشیل سب انسپکٹر راؤ سے شانتی کو چھوڑنے کی درخواست کرتا ہے۔

اسے سونے کی زنجیر چرانے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ آپ عدالت میں جا کر ضمانت حاصل کر سکتے ہیں۔



صاحب میں وکیل کرنے کے لیے روپیہ کہاں سے لاؤں گا؟ اور اس کی ضمانت کون لے گا؟ آپ نے تو ہماری ساری جمع پونجی سیل کر دی ہے۔

شندے صاحب سب انسپکٹر راؤ کے ساتھ گھر واپس آتے ہیں۔

اب میں اس چوری کے بارے میں شندے صاحب اور ان کی بیوی کے بیانات درج کروں گا۔ اس لفافے کو جس میں روپیہ ہے، میں سیل بند کرتا ہوں۔ اسے میں ثبوت کے طور پر اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ میں شانتی کو گرفتار کر کے پولیس اسٹیشن لے جا رہا ہوں۔



مہربانی کر کے مجھے تھانہ مت لے جائیے! یقین کیجیے کہ میں نے کوئی چوری نہیں کی ہے۔ یہ روپیہ میری محنت کی کمائی ہے۔

سب انسپکٹر راؤ سشیل کو زبردستی دودن تک پولیس اسٹیشن میں رکھتا ہے۔ سب انسپکٹر راؤ اور دوسرے کانسٹیبل اسے گالیاں دیتے اور مارتے ہیں۔ وہ اس سے یہ کہلوانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ اور شانتی گھریلو ملازمین کے ایک ایسے گروہ کے سردار ہیں جو گھروں سے زیورات چراتے ہیں۔ شندے کے پڑوس سے بھی زیورات کی چوری کی شکایتیں آئی تھیں۔ سشیل یہی کہتا رہا کہ وہ بے گناہ ہے اور ایک فیکٹری میں ملازم ہے۔ اس لیے پولیس نے اسے دودن کے بعد چھوڑ دیا۔

23.8.06

اگرچہ عدالت نے ایک ماہ کے بعد شانتی کی ضمانت منظور کر لی۔ لیکن وہ بیس ہزار روپیہ کی ضمانت کے لیے کسی شخص کو تیار نہ کر سکی۔ اس لیے وہ جیل سے باہر نہ آ سکی۔ وہ خوف اور دہشت کے عالم میں تھی۔ اسے اس بات کی فکر بھی تھی کہ مقدمہ کے دوران کیا ہوگا۔



میرا کیا ہوگا؟ میں نے کچھ بھی غلط نہیں کیا ہے اس کے باوجود میں جیل میں ہوں کیوں کہ مالکن میرے اوپر شک کرتی ہیں اور وہ روپیہ جسے ہم نے بچایا تھا..... کیا ہمیں کبھی واپس بھی ملے گا.....؟

14.9.06

پولیس مجسٹریٹ کی عدالت میں فرد جرم داخل کرتی ہے۔ عدالت اس کی ایک نقل گواہوں کے بیانات کے ساتھ شانتی کے حوالہ کرتی ہے۔ شانتی عدالت سے کہتی ہے کہ اس چوری کے جھوٹے مقدمہ میں دفاع کے لیے اس کے پاس کوئی وکیل نہیں ہے۔ عدالت ایڈوکیٹ کلارارے کو حکومت کے خرچ پر شانتی کے دفاع کے لیے وکیل مقرر کرتی ہے۔ آئین کے آرٹیکل 22 کے تحت ہر شخص کو اپنے دفاع کے لیے وکیل کرنے کا بنیادی حق ہے، آئین کا آرٹیکل 39 اے حکومت کو پابند کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص غربت یا کسی اور مجبوری کے تحت وکیل نہیں کر سکتا ہے تو وہ اس کے لیے وکیل مقرر کرے۔

11.12.06

عدالت بیگم شندے کی سونے کی زنجیر چرانے اور اس کی فروخت سے حاصل قیمت دس ہزار روپے اپنے پاس رکھنے کا جرم شانتی پر عائد کر دیتی ہے۔



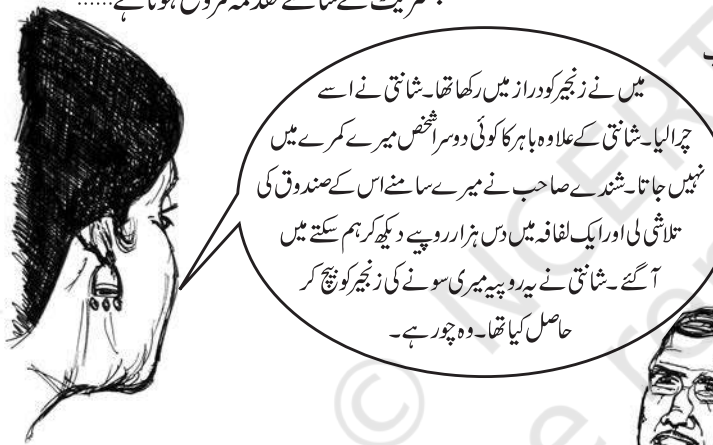
ایڈوکیٹ کملارائے شانتی سے عدالت میں ملتی ہے۔

یہ میرے مقدمہ کے کاغذات ہیں۔ مجھے غلط طریقے سے اپنی مالکن کی سونے کی زنجیر چرانے کے الزام میں پھانسا گیا ہے۔



8.3.07

سرکاری وکیل حکومت کی جانب سے مقدمے میں حاضر ہوتا ہے۔ وہ شندے صاحب اور ان کی بیگم کو بنیادی گواہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔



محترمہ شندے! یہ بتائیے کہ سونے کی زنجیر کیسے کم ہوئی؟

اس کے بعد ایڈوکیٹ رائے جرح کرتی ہیں۔



20.4.07

ایڈوکیٹ رائے دفاع کے گواہوں کی حیثیت سے سشیل اور اس کے مالک کا بیان لیتی ہیں۔ ان کے بیانات کی بنیاد پر وہ یہ ظاہر کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں کہ دس ہزار روپیہ جو شانتی کے صندوق میں پائے گئے ہیں وہ سشیل اور شانتی کی آمدنی کے بھی ہو سکتے ہیں۔

14.5.07

مقدمہ کے ختم ہوتے ہوتے سشیل کو یہ پتہ چلتا ہے کہ انسپکٹر شرما نے نو جوانوں کا ایک گروہ بے نقاب کیا ہے جو شندے صاحب کے پڑوس میں زیورات چرایا کرتا تھا۔ بیگم شندے کے بیٹے کے کچھ دوست بھی اس گروہ میں شامل ہیں۔ بیگم شندے کی زنجیران کے پاس سے برآمد ہوتی ہے۔ سشیل نے ایڈوکیٹ رائے کو یہ ساری باتیں بتائیں۔ ایڈوکیٹ رائے نے انسپکٹر شرما کو دفاع کے گواہ کی حیثیت سے عدالت میں پیش کیا۔



جی ہاں، بیگم شندے نے اپنی زنجیر کی شناخت کر لی ہے۔ ہم نے لڑکوں کا ایک گروہ بے نقاب کیا ہے جس نے یہ زنجیر چرائی تھی۔ ان لڑکوں نے چوری کا اعتراف بھی کر لیا ہے۔

15.7.07

جج نے تمام گواہوں کی شہادتیں سنیں۔ انسپکٹر شرما کی گواہی کے بعد ایڈوکیٹ رائے نے جج کے سامنے جرح کی کہ اب یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ شانتی بے قصور ہے اس لیے اسے بری کر دیا جائے۔



اوپر کی مثال سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ فوجداری عدلیہ کے ذریعے انصاف کے حصول میں چار کلیدی کردار ہوتے ہیں: پولیس، سرکاری وکیل، دفاعی وکیل اور منصف یا جج۔ اس معاملے میں آپ نے دیکھا کہ ان چاروں افراد۔ پولیس، سرکاری وکیل، وکیل دفاع اور جج نے کتنا اہم کردار ادا کیا ہے۔ آئیے اب ہم تفصیل سے ان کے کردار کو پرکھنے اور سمجھنے کی کوشش کریں۔

جرم کی تفتیش میں پولیس کا کیا کردار ہے؟

کسی شکایت کے بارے میں پولیس کا ایک اہم ترین کام یہ ہے کہ وہ تحقیق کرے کہ واقعی جرم ہوا ہے یا نہیں۔ تفتیش میں گواہوں (Witnesses) کے بیانات لکھنا اور دوسرے شواہد اکٹھا کرنا شامل ہیں۔ اس تفتیش کی بنیاد پر پولیس کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ کوئی رائے قائم کرے۔ اگر پولیس سمجھتی ہے کہ شہادتیں ملزم کے جرم کی طرف اشارہ کر رہی ہیں تو اسے عدالت میں فرد جرم عائد کرنی پڑتی ہے۔ جیسا کہ اس باب کے شروع میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ کام پولیس کا نہیں ہے کہ وہ خود یہ فیصلہ کرے کہ کوئی شخص مجرم ہے یا بے گناہ۔ یہ فیصلہ کرنا جج کا کام ہے۔



آپ ایسا کیوں سمجھتے ہیں کہ پولیس کی تحویل کے دوران کیا گیا کوئی اعتراف ملزم کے خلاف عدالت میں شہادت کے طور پر استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے؟

آپ یونٹ 2 میں قانون کی حکمرانی کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس ملک کا قانون کا نفاذ ہر باشندے پر ہوتا ہے۔ اس میں پولیس بھی شامل ہے۔ اس لیے پولیس کی تفتیش قانون کے مطابق اور انسانییت کی حرمت کو برقرار رکھتے ہوئے ہونی چاہیے۔ سپریم کورٹ نے اس طریقہ کار کی نشان دہی کی ہے جس پر پولیس کو ملزم کی گرفتاری، تحویل (detention) اور سوالات کے دوران کاربند رہنا چاہیے۔ انہیں معمولی قانون شکنی (offences) میں بھی کسی طرح کی سزا دینے کا اختیار نہیں ہے۔

آئین کے آرٹیکل 22 اور فوجداری قانون میں ہر گرفتار شخص کو درج ذیل بنیادی حقوق دیے گئے:

- گرفتاری کے وقت اسے یہ جاننے کا حق ہے گرفتاری کس جرم کی بنا پر کی جا رہی ہے۔
- گرفتاری کے چوبیس گھنٹے کے اندر ہی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیے جانے کا حق۔
- گرفتاری یا تحویل کے دوران کسی بھی طرح کی بدسلوکی یا ایذا رسانی سے محفوظ رہنے کا حق۔
- پولیس کی تحویل میں دیے گئے اقبالیہ بیان کو، ملزم کے خلاف بطور شہادت استعمال نہیں کیا جاسکتا۔
- 15 سال سے کم عمر کے لڑکے اور خواتین کو محض سوالات پوچھنے کے لیے پولیس اسٹیشن (تھانہ) میں نہیں بلایا جاسکتا۔

سپریم کورٹ نے ان مخصوص لوازم اور طریقہ کار کی نشان دہی کر دی ہے جن پر پولیس یا دوسری تفتیشی ایجنسیوں کو کسی شخص کی گرفتاری، تحویل یا سوالات کے دوران کاربند رہنا ہے۔ انہیں ڈی۔ کے۔ باسو کا ہدایت نامہ کہا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

- گرفتاری یا جانچ کرنے والے پولیس افسر کی پوشاک پر اس کی پہچان، نام (Name Tag) اور عہدہ صاف اور واضح طور پر نمایاں ہونا چاہیے۔
- گرفتاری کے وقت 'گرفتاری نامہ' (Memo of Arrest) جس پر گرفتاری کی تاریخ اور وقت بھی درج ہو، تیار کرنا چاہیے۔ اس کی تصدیق کے لیے کم سے کم ایک گواہ ہونا چاہیے۔ وہ گرفتار کیے جانے والے شخص کے خاندان کا بھی ہو سکتا ہے۔ گرفتاری نامہ پر گرفتار ہونے والے شخص کے دستخط ہونا چاہئیں۔
- گرفتار شدہ یا حراست میں رکھے جانے والے یا پوچھتاچھ کیے جانے والے شخص کو اپنے کسی رشتہ دار، دوست یا بہی خواہ کو اطلاع دینے کا حق ہوتا ہے۔
- اگر گرفتار شدہ شخص کا دوست یا رشتہ دار اس ضلع سے باہر رہتا ہو تو پولیس کے لیے لازم ہے کہ گرفتاری کا وقت، جگہ اور جس جگہ رکھا گیا ہے، یہ سب تفصیلات گرفتاری کے 8 سے 12 گھنٹوں کے اندر بھیج دے۔

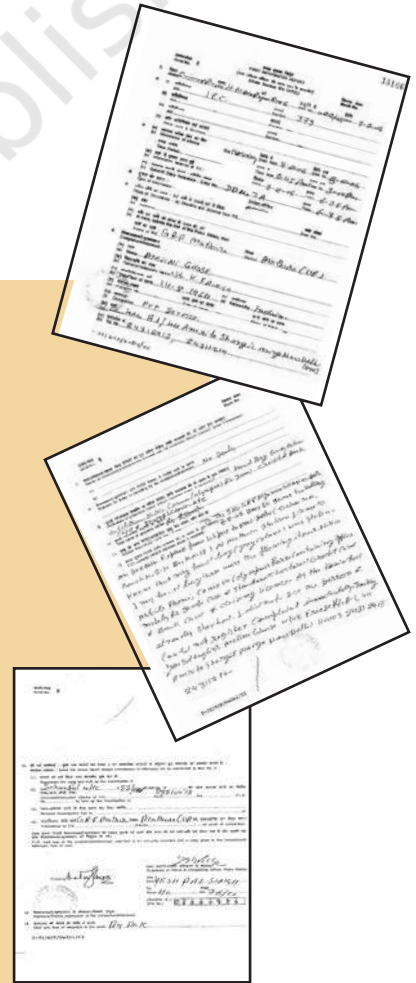
1- اب ہم شانتی کے واقعہ کی طرف واپس لوٹتے ہیں اور درج ذیل سوالوں کے جواب تلاش کرتے ہیں:

- (a) جب شانتی کو چوری کے الزام میں گرفتار کیا گیا تو سب انسپکٹر راؤ نے اس کے بھائی سشیل کو دودن تک پولیس حراست میں رکھا تھا۔ کیا پولیس کا اسے اس طرح تحویل میں رکھنا قانونی طور پر صحیح تھا؟ کیا اس سے ڈی۔ کے۔ باسو کے ہدایت نامہ کی خلاف ورزی ہوتی ہے؟
- (b) کیا سب انسپکٹر راؤ نے شانتی کو گرفتار کرنے اور اس کے خلاف مقدمہ داخل کرنے سے پہلے شہادتوں کے مرتب کرنے اور گواہوں سے سوالات میں خاطر خواہ محنت کی تھی؟ درج بالا پولیس کی ذمہ داریوں کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کے خیال میں سب انسپکٹر راؤ کو اپنی تفتیش کے ایک جز کے طور پر اور کیا کرنا چاہیے تھا؟

2- آئیے اب معاملے کو ایک الگ زاویہ سے دیکھتے ہیں۔ مان لیجیے کہ شانتی اور اس کا بھائی سشیل پولیس اسٹیشن یہ شکایت درج کرانے جاتے ہیں کہ شندے صاحب کے بیس سالہ بیٹے نے ان کی بچت کے پندرہ ہزار روپے چرائ لیے ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ تھانہ انچارج فوراً ان کی ایف آئی آر (FIR) درج کر لے گا؟ آپ کے خیال میں وہ کون سے عوامل ہو سکتے ہیں جو پولیس افسر کے ایف آئی آر درج کرنے یا درج نہ کرنے کے فیصلے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

پہلی اطلاعاتی رپورٹ یعنی ایف آئی آر (First Information Report) (FIR):

پہلی اطلاعاتی رپورٹ (FIR) درج ہونے کے بعد ہی پولیس جرم کی تفتیش کی ابتدا کر سکتی ہے۔ قانون کہتا ہے کہ کسی بھی تھانہ (پولیس اسٹیشن) کے افسر کے لیے ضروری ہے کہ جب کوئی شخص قابل گرفت (Cognizable) جرم کی اطلاع دے تو وہ پہلی اطلاعاتی رپورٹ درج کرے۔ یہ اطلاع پولیس کو زبانی یا تحریری دونوں طرح سے دی جاسکتی ہے۔ پہلی اطلاعاتی رپورٹ میں بالعموم جرم کی تاریخ، وقت اور جگہ نیز حادثہ کی نوعیت کا انداز ہوتا ہے۔ اگر ملزم اور گواہوں کی شناخت معلوم ہو تو انھیں بھی درج کیا جاتا ہے۔ پہلی اطلاعاتی رپورٹ میں شکایت کنندہ (مستغیث) کا نام اور پتہ بھی درج ہوتا ہے۔ اس کا ایک مخصوص فارم ہوتا ہے جس میں پولیس پہلی اطلاعاتی رپورٹ درج کرتی ہے اور مستغیث (شکایت کنندہ) کے دستخط بھی لیتی ہے۔ مستغیث کو اس شکایت نامہ کی نقل مفت حاصل کرنے کا قانونی حق حاصل ہوتا ہے۔



سرکاری وکیل کا کردار کیا ہے؟



کسی بھی جرم کو عوامی مفاد کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ جرم متاثرہ فرد کے خلاف ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ سماج کے خلاف بھی ہوتا ہے۔ کیا آپ کو سدھاکا کیس یاد ہے جس کی موت جہیز کے سلسلے میں واقع ہوئی تھی اور جسے ہم پچھلے باب میں پڑھ چکے ہیں؟ ملزم لکشمین اور اس کے خاندان والوں کے خلاف مقدمہ ریاست نے قائم کیا تھا۔ اسی وجہ سے یہ مقدمہ ریاست (دھلی انتظامیہ) بنام لکشمین کمار اور دیگر کہلایا۔ اسی طرح مذکورہ بالا مقدمہ ریاست بنام شانتی ہیبرم کہلایا گئے کہ بیگم شندے بنام شانتی ہیبرم۔

عدالتوں میں سرکاری وکیل ریاستی مفاد کا نمائندہ ہوتا ہے۔ سرکاری وکیل کا کام اسی وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب پولیس اپنی تفتیش مکمل کر کے فرد جرم عدالت میں داخل کر دیتی ہے۔ جرم کی تفتیش میں اس (مرد یا عورت) کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ سرکاری وکیل کو ریاست کی طرف سے پیروی کرنا لازمی ہے۔ عدالت کے ایک افسر کے طور پر اس (مرد یا عورت) کی ذمہ داری ہے کہ **غیر جانب داری (impartilly)** کے ساتھ مکمل اور حقائق پر مبنی مواد، گواہوں اور شہادتوں کو عدالت کے سامنے پیش کرے تاکہ عدالت مقدمہ کا صحیح فیصلہ کر سکے۔

جج (منصف) کا کردار کیا ہے؟

جج کی حیثیت کھیل میں امپائر کی سی ہے جو مقدمہ کی کارروائی کو غیر جانب داری کے ساتھ کھلی عدالت میں چلاتا ہے۔ جج تمام گواہوں کے بیانات اور شہادتوں کو جو استغاثہ یا دفاع کی طرف سے پیش ہوتے ہیں، سنتا ہے۔ جج اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ پیش کی گئی شہادتوں اور قانون کے مطابق ملزم قصور وار ہے یا بے گناہ۔ اگر ملزم پر جرم ثابت ہوتا ہے تو جج سزا سناتا ہے۔ وہ اس شخص کو جیل بھیج سکتا ہے، اس کے اوپر جرمانہ عائد کر سکتا ہے یا قانون کے مطابق دونوں سزائیں دے سکتا ہے۔

صاف ستھری عدالتی کارروائی کیا ہے؟

آئیے ایک لمحہ کے لیے ہم تصور کریں کہ اگر جج نے شانتی کے کیس کا فیصلہ دوسرے طور پر کرنے کی کوشش کی ہوتی تو کیا ہوتا؟ اگر عدالت نے شانتی کو فرد جرم اور گواہوں کے

جج نے تمام گواہوں کے بیانات سننے کے بعد شانتی سے کیا کہا؟

بیانات کی نقل نہ دی ہوتی تو کیا ہوتا؟ اگر اس نے ایک پوشیدہ جگہ پر مقدمہ چلایا ہوتا جہاں شانتی اور سشیل موجود نہ ہوتے تو کیا ہوتا؟ اگر جج نے شانتی کے وکیل رائے کو استغاثہ کے گواہوں پر جرح کرنے کے لیے وقت دینے کے بجائے پہلے ہی شانتی کو مجرم قرار دینے کا فیصلہ کر لیا ہوتا تو کیا ہوتا؟ اگر یہ سب ہوا ہوتا تو یہ نہایت غیر شفاف مقدمہ ہوتا۔ یہ اس لیے کہ کسی مقدمہ کی شفافیت کے لیے کئی مختلف طریقوں کو رو بہ عمل لانا ضروری ہوتا ہے۔ آئین کا آرٹیکل 21 جو زندگی کی ضمانت دیتا ہے واضح طور سے کہتا ہے کہ کسی شخص کی زندگی یا آزادی بلا کسی معقول اور مبنی بر انصاف عدالتی کارروائی کے بغیر سلب نہیں کی جاسکتی۔ صاف ستھری عدالتی کارروائی ہی آئین کے آرٹیکل 21 کو یقینی بنانے کی ضامن ہے۔ آئیے اب ہم پھر شانتی کے مقدمہ کی طرف واپس لوٹتے ہیں تاکہ ایک صاف ستھرے مقدمہ کے لازمی عناصر کا مطالعہ کر سکیں:

پہلے نمبر پر شانتی کو فرد جرم اور دوسری شہادتوں کی نقل فراہم کی گئی جو استغاثہ نے اس کے خلاف تیار کیا تھا۔ شانتی کے اوپر چوری کا الزام عائد کیا گیا جو کہ قانون کے تحت جرم ہے۔ مقدمہ کھلی عدالت میں عوام کے سامنے چلایا گیا۔ اس کا بھائی سشیل سماعت کے دوران عدالت میں حاضر رہتا تھا۔ مقدمہ ملزمہ کی موجودگی میں چلایا گیا۔ ایک قانون داں (وکیل) نے شانتی کا دفاع کیا۔ شانتی کے وکیل ایڈوکیٹ رائے کو استغاثہ کے گواہوں سے جرح (Cross-examine) کرنے کا موقع دیا گیا۔ ایڈوکیٹ رائے کو دفاع کے حق میں شہادتیں گزارنے کا موقع دیا گیا۔

اگرچہ پولیس نے شانتی کے خلاف چوری کا مقدمہ دائر کیا لیکن عدالت نے اسے بے گناہ تصور کیا۔ یہ استغاثہ کی ذمہ داری تھی کہ وہ شانتی کو ہر اعتبار سے مجرم ثابت کرتا۔ اس مقدمہ میں استغاثہ ایسا کرنے میں ناکام ہو گیا۔

یہ بات اہم ہے کہ جج نے عدالت میں شہادتوں کی بنیاد پر ہی معاملہ کا فیصلہ کیا۔ جج نے اس نتیجہ پر پہنچنے میں کوئی عجلت نہیں برتی۔ اس نے یہ فرض نہیں کر لیا کہ چون کہ شانتی ایک غریب گھریلو ملازمہ ہے اس لیے وہ چور ہے۔ جج نے بالکل غیر جانب داری برتی اور شہادتوں نے بتایا کہ شانتی نہیں بلکہ کچھ نوجوان چوری میں ملوث تھے اس لیے اس نے شانتی کو بری

یہ میرے مقدمہ کے کاغذات ہیں۔ مجھے غلط طریقے سے اپنی مالکن کی سونے کی زنجیر چرانے کے الزام میں پھانسا گیا ہے۔



انہیں شانتی کے صندوق میں دس ہزار روپیے ملے تھے اور ان کا کہنا تھا کہ یہ چوری کی زنجیر کی فروخت سے حاصل رقم ہے۔ لیکن یہ وہ رقم ہے جو ہم مل کر جمع کر رہے تھے۔

تو آپ کچھ یہ کہہ رہی ہیں کہ آپ نے شانتی کو زنجیر چراتے ہوئے نہیں دیکھا، نہ ہی آپ کو زنجیر شانتی کے پاس ملی۔ پچھلے تین سالوں میں جب سے شانتی آپ کے یہاں کام کر رہی ہے، گھر سے کوئی شے چوری نہیں ہوئی۔ آپ اسے ہر ماہ پابندی سے ایک ہزار روپیہ تنخواہ دیتی رہی ہیں۔



کر دیا۔ شانتی کے مقدمے میں انصاف اس لیے مل سکا کہ مقدمہ صاف ستھرا اور شفاف طریقے سے چلایا گیا۔

دستور اور قانون دونوں کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم نے اس باب میں جتنے لوگوں کے بارے میں گفتگو کی ہے سبھی کو مناسب طریقے سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان سبھی کو اس انداز سے کام کرنا چاہیے کہ ہر شہری کو خواہ وہ کسی طبقہ، ذات، جنس، مذہب یا فکر سے تعلق رکھتا ہو، اگر ملزم قرار دیا جائے تو صاف ستھرے مقدمہ کا حق ملے۔ قانون کا یہ اصول کہ قانون کی نظر میں ہر شخص برابر ہے اُس وقت تک کوئی معنی نہیں رکھتا جب تک کہ دستوری طور پر ہر شخص کو صاف شفاف مقدمہ کا حق حاصل نہ ہو۔

صفحہ 74 پر جلی حروف میں لکھی گئی ساری کارروائیاں ایک صاف شفاف مقدمہ کے لیے انتہائی اہمیت رکھتی ہیں۔ آپ اپنے الفاظ میں لکھیے کہ شانتی کے مقدمہ کی بنیاد پر مندرجہ ذیل کارروائیوں سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

a۔ کھلی عدالت:

b۔ شہادت کی بنیاد:

c۔ استغاثہ کے گواہوں سے جرح:

اپنی کلاس میں اس پر بحث کیجیے کہ اگر شانتی کے مقدمہ میں درج ذیل طریقے نہ اپنائے گئے ہوتے تو کیا ہوتا؟

a۔ اگر شانتی کا دفاع اُس کی وکیل نہ کرتی:

b۔ اگر عدالت نے اسے بے گناہ فرض نہ کیا ہوتا:



پیس لینڈ نام کے شہر میں فیٹا فٹ بال ٹیم کے حامیوں کو پتا چلا کہ جو بلی فٹ بال ٹیم کے حامیوں نے چالیس کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع قریب کے شہر میں، جہاں دوسرے دن ان دونوں ٹیموں کے درمیان فائنل مقابلہ ہونے والا تھا، میدان کو نقصان پہنچا دیا ہے۔ فیٹا کے مداحوں کے ایک گروہ نے جو مہلک ہتھیاروں سے لیس تھا، شہر میں جو بلی فٹ بال ٹیم کے حامیوں پر حملہ کر دیا۔ حملے میں دس آدمی جان سے مارے گئے، پانچ عورتیں بڑی طرح زخمی ہوئیں، بہت سے مکانات تباہ ہوئے اور پچاس افراد زخمی ہوئے۔

تصور کیجیے کہ آپ اور آپ کے ہم جماعت کسی فوجداری عدلیہ نظام کا ایک حصہ ہیں۔ پہلے اپنی جماعت کو ان چار گروہوں میں تقسیم کیجیے۔

1- پولیس 2- سرکاری وکیل 3- وکیل دفاع 4- منصف (جج)

نیچے دیے گئے جدول میں دہنی طرف کے خانے میں کاموں کی ایک فہرست ہے۔ انہیں بائیں طرف دیے گئے افراد کی ذمہ داریوں سے ملائیے۔ ہر گروپ کو وہ ذمہ داریاں منتخب کرنے دیجیے جن سے فیٹا کے مداحوں کے تشدد کے سبب متاثرین کو انصاف دلانے میں مدد مل سکے۔ یہ کام کس ترتیب سے انجام دیے جائیں گے؟

کام	کردار
گواہوں کی سماعت	پولیس
گواہوں کے بیانات کو تحریر کرنا	سرکاری وکیل
گواہوں سے جرح کرنا	وکیل دفاع
جلے ہوئے مکانات کی تصویر لینا	جج (منصف)
شہادتوں کو لکھنا	
فیٹا کے مداحوں کو گرفتار کرنا	
فیصلہ لکھنا	
متاثرین (مجرمین) کی طرف سے مقدمہ میں بحث	
اس بات کا فیصلہ کرنا کہ ملزمین کو کتنے عرصے تک جیل میں رکھا جائے	
عدالت میں گواہوں کے بیانات لینا	
فیصلہ سننا	
زخمی عورتوں کا طبی معائنہ کرنا	
صاف اور شفاف مقدمہ کا انعقاد	
ملزمین سے ملاقات کرنا	

اب اسی صورت حال کو سامنے رکھیے لیکن فیٹا کلب کے حامی کسی طالب علم سے مندرجہ بالا تمام کاموں کو تنہا کرنے کے لیے کہیے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ تمام کام ایک ہی آدمی کرے تو فوجداری نظام کے تحت متاثرین کو انصاف مل سکے گا؟ آخر کیوں نہیں؟ ایسے دو اسباب بیان کیجیے جن کی وجہ سے آپ سمجھتے ہیں کہ فوجداری نظام کے تحت مختلف کاموں کے لیے الگ الگ افراد ہونے چاہئیں۔



ملزم (Accused): اس باب کے سیاق میں وہ شخص جس کے خلاف عدالت میں کسی جرم کے تحت مقدمہ چل رہا ہو۔

دُخل اندازی (Cognizable): اس باب کے سیاق میں یہ اس قانون شکنی کو کہتے ہیں جس کے لیے بغیر عدالتی اجازت کے پولیس کسی شخص کو گرفتار کر سکتی ہے۔

جرح (Cross examine): اس باب کے سیاق میں جرح اس گواہ سے سوالات کرنے کو کہتے ہیں جس سے مخالف فریق پہلے ہی سوالات کر چکا ہے تاکہ اس کی شہادت کے قابل قبول ہونے یا نہ ہونے کا یقین کیا جاسکے۔

تحویل میں لینا یا پکڑ کر رکھنا (Detention): اس باب کے سیاق میں اس کا مطلب پولیس کا غیر قانونی طور سے کسی شخص کو روک کر رکھنا ہوتا ہے۔

غیر جانبداری (Impartial): صاف ستھرا اور منصفانہ برتاؤ جس میں ایک فریق کے مقابلے میں دوسرے فریق کی جانبداری ظاہر نہ ہو۔

قانون شکنی (Offence): ایسا فعل جسے قانون جرم قرار دے۔

جرم کا الزام لگانا (To be charged of a crime): اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے جب جج ملزم کو تحریری طور پر بتاتا ہے کہ کس الزام کے تحت اس کے اوپر مقدمہ چلے گا۔

گواہ (Witness): اس باب کے سیاق میں اس سے وہ شخص مراد ہے جسے عدالت میں اس لیے طلب کیا جاتا ہے کہ اس نے خود جو کچھ دیکھا ہے یا سنا ہے یا جو کچھ وہ جانتا ہے/جانتی ہے، اسے بیان کرے۔

© NCERT
not to be republished

© NCERT
not to be republished